فون نمبر ۳۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۳

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

یوم سہ شنبہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

نمبر ۱۵۹	۱۲ وفا ۱۳۴۵ ہش ـ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ ـ ۱۲ جولائی ۱۹۶۶ء	جلد ۵۵/۲۰

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خداجوئی کیلئے اوّل شرط سچّی طلب ہے،

اس کے بعد ضروری ہے کہ انسان صبر کے ساتھ اس طلب میں لگا رہے

"ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جو شخص ہمارے پاس آتا ہے اور کھڑا کھڑا بات کرکے چل دیتا ہے وہ گویا خدا سے ہنسی کرتا ہے۔ یہ خداجوئی کا طریق نہیں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا قانون مقرر کیا ہے۔ پس اوّل شرط خداجوئی کے لئے سچی طلب ہے۔ دوسری صبر کے ساتھ اس طلب میں لگے رہنا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس قدر عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اسی قدر تجربہ بڑھتا جاتا ہے۔ پھر معرفت کے لئے زیادہ دیر تک صحبت میں رہنا ضروری ہوا یا نہیں۔ مَیں نے بہت سے آدمی دیکھے ہیں جو اپنی اوائل عمر میں دنیا کو ترک کرتے اور چیختے اور چلاتے ہیں آخر ان کا یہ انجام دیکھا گیا کہ وہ دنیا میں منہمک پائے گئے اور دنیا کے کیڑے بن گئے۔ دیکھو بعض درختوں کو بہت سا پھل لگا کرتا ہے جیسے شہتوت کے درخت کو عارضی طور پر ایک پھل لگتا ہے۔ آخر وہ سارے کا سارا گر جاتا ہے۔ اس کے بعد اصل پھل آتا ہے اسی طرح پر خداجوئی بھی عارضی طور پر اندر پیدا ہوتی ہے۔ اگر صبر اور حسن ظن کے ساتھ صدق قدم نہ دکھایا جاوے تو وہ عارضی جوش ایک وقت میں آکر یہی نہیں کہ وہ فرو ہو جاتا ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے دل سے محو ہو جاتا ہے اور دنیا کا کیڑا بنا دیتا ہے لیکن اگر صدق و ثبات سے کام لیا جاوے تو اس عارضی جوش اور حق جوئی کی پیاس کے بعد واقعی اور حقیقی طور پر ایک طلب اور خواہش پیدا ہوتی ہے جو دن بدن ترقی کرتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی راہ میں اگر مشکلات اور مصائب کا پہاڑ بھی آجاوے تو وہ کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا اور قدم آگے ہی بڑھاتا جاتا ہے۔ پس وہ انسان جو اس جوش اور خواہش کے وقت صبر سے کام لے اور سمجھ لے کہ اس کو آخر عمر تک نبھانا ہے وہ بہت ہی خوش طالع ہوتا ہے اور جو چند تجربے کرکے رہ جاتا ہے اور تھک کر بیٹھ رہتا ہے تو اس کے ہاتھ میں صرف اتنا ہی رہ جاتا ہے کہ وہ کہتا پھرتا ہے کہ میں نے بہت سے باتونی دیکھے اور دکاندار پائے ایک بھی حق نما اور خدا نما نہ ملا۔" (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— ○ مری بلز ۱۱ جولائی بوقت ۵½ بجے صبح بذریعہ فون حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"پھوڑوں کی تکلیف ہے اور اس کے ساتھ حرارت بھی ہے۔"

احباب جماعت بالالتزام توجہ کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

— ○ ربوہ ۱۱ جولائی۔ کل مورخہ ۱۰ جولائی کو بعد نماز عصر حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کی صاحبزادی ثمینہ بیگم صاحبہ ایم۔اے کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ان کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۹ مارچ ۱۹۶۵ء کو مکرم عبدالشکور صاحب ایم۔ ایس سی میرپور خاص کے ساتھ پڑھا تھا۔

تقریب رخصتانہ میں دیگر احباب جماعت کے علاوہ امیر مقامی محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ علاوہ ازیں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد دیگر افراد بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔

ادارہ الفضل اس تقریب سعید کے موقع پر حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف اور آپ کے جملہ افراد خاندان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔ احباب جماعت بھی رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

— ○ ربوہ ۱۱ جولائی۔ امیر مقامی محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کی زیر ہدایت مورخہ ۹ جولائی سے مسجد مبارک ربوہ میں نماز مغرب کے بعد تربیتی تقاریر کا ایک مبارک سلسلہ شروع ہوا ہے اس سلسلہ کا آغاز محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی تقریر سے ہوا۔ آپ نے تعلق باللہ کے نقطۂ نگاہ سے تذلل و انکسار عاجزی و فروتنی اور خشوع و خضوع کی اہمیت پر مؤثر تقریر فرمائی۔ مورخہ ۱۰ جولائی کو محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے طریق دعا پر خطاب فرمایا۔ آج انشاء اللہ سید محمود احمد صاحب ناصر "غیبت" کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔

حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۱ جولائی۔ حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ مدظلہا کو رات کے پہلے حصہ میں تو دوا سے نیند آ گئی لیکن پچھلے حصہ میں نیند نہیں آئی طبیعت میں کمزوری بہت ہے۔ سردست لاہور لے جانا ملتوی کر دیا گیا ہے۔

احباب جماعت حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۶۶ء

امّت محمّدیہ کی وحدت

خیالی طور پر آدمی جو چاہے کہہ لے اور نظری طور پر چاہے جو کچھ دعوے کرے مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا آج مسلمان یعنی امت محمدیہ ایک وحدت ہیں۔ احمدیت پر نار روا حملے کرتے وقت مخالفین ایک الزام بھی عائد کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعوذ باللہ اسلام کے اصول وحدت میں رخنہ اندازی کی ہے۔ لیکن یہ لوگ کبھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر نہیں دیکھتے کہ آج امت محمدیہ کی وحدت کے دامن کو چاک چاک کن لوگوں نے کر رکھا ہے۔ ذیل میں ہم ایک تازہ حوالہ درج کرتے ہیں۔

"فی سبیل اللہ فساد { معاصر "رضائے مصطفٰے" نے اپنی اشاعت یکم صفر المظفر ۱۳۸۶ھ میں سوالات و جوابات کے کالم میں ایک سوال نقل کر کے اس کا جواب دیا ہے ملاحظہ کیجئے۔

سوال کیا غیر مقلد دیوبندی وہابی فرقہ کے لوگوں کے پیچھے اہل سنت والجماعت کی نماز ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص حنفی چشتی کہلاتا ہے۔ لیکن ایسے عقیدہ کے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھے یا جائز سمجھے تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ غیر مقلد دیوبندی وہابی عقیدہ کے لوگ ہم اہل سنت کو بات بات پر کافر کہتے اور مشرک و بدعتی سمجھتے ہیں۔ لہٰذا ان کے پیچھے اہل سنت کی نماز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اسی پر بس نہیں آگے چل کر ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

"جو شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے یا جائز سمجھے وہ بھی امامت کا اہل نہیں اور اس کے پیچھے اہل سنت کی نماز ناجائز ہے۔"

اصل فقرہ جو اس فتوے کے آخر میں وارد ہوا ہے وہ بھی ملاحظہ کرنے کے قابل ہے ارشاد ہوا ہے۔

"مزید تفصیل کے لئے دفتر رضائے مصطفٰے سے کتاب مستطاب حسام الحرمین طلب فرمائیں۔ جس کا ہدیہ تین روپے ہے۔"

ہم اس فتوے پر اپنی طرف سے کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے۔ صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا کبھی رضائے مصطفٰے کے "حضرت مولانا" نے اس قسم کے فتوے دیتے وقت یہ بھی سوچا ہے کہ ان کے ان فتاوے کا فائدہ کن لوگوں کو حاصل ہو رہا ہے۔ اور وہ "تین روپے ہدیہ" کے عوض کیا بیچ رہے ہیں؟ کبھی انہوں نے یہ غور فرمایا ہے کہ منافرت اور مناقشت کی جو خلیج صرف تین روپے کے بدلے فروخت کرنے کی سر توڑ کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سے قوم کے کتنے نوجوان ذہن خود اسلام سے دور ہٹنے لگے ہیں۔ اور اسلام سے فرار کے لئے ان کی بنیادی دلیل یہ ہے کہ مسجد کا مولوی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے والے کی نماز کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ اور اس طرح مسجدیں مولویوں کی پارٹی بازی کا اکھاڑہ بن جاتی ہیں۔"

(ہفت روزہ شہاب لاہور ۵ جون ۱۹۶۶ء)

الفضل کے اسی پرچہ میں ہم کسی دوسری جگہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے لیکچر "احمدیت کا پیغام" سے ایک اقتباس اسی ضمن میں نقل کر رہے ہیں۔ جس میں آپ نے "جماعت" یعنی امت محمدیہ کی وحدت کے متعلق زمانہ حال کے مسلمانوں کی حالت اور جماعت احمدیہ کے قیام کی وجوہات پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔

بابِ تبصرہ

کلمۃ الیوم
قوم نے "عید میلاد" منالی

قطع نظر اس سے کہ اس "اسلام" میں جو سیدالرسل (آپ پر ہمارے ماں باپ قربان) صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے اس بات کی گنجائش ہے یا نہیں کہ حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منایا جائے۔ اور اسے باقاعدہ قومی تقریب ہی نہیں بلکہ باقاعدہ مذہبی اصطلاح میں "دینی" حیثیت دے دی جائے۔ اور اس میں سبھی عناصر دینی کسی نہ کسی صورت شمولیت کریں۔ یہ کس حد تک جائز ہے۔ اور اسلام نے "بدعت" اور احداث فی الدین کو جو سنگین جرم قرار دیا ہے۔ اور داعی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہاں تک تنبیہ فرمائی کہ بدعتی عبادات اور فرض نماز روزہ وغیرہ تک خدائے ذوالجلال کے حضور قبول نہیں ہوپاتے ـــ یہ عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تقریب اس تعریف بدعت میں شامل ہے یا نہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ لاکھوں روپے جو ہم نے اس "عید" کو منانے پر صرف کئے۔ چراغاں۔ عمارتوں کی آرائش، جلوس کی ہاؤہو بے پناہ ریکارڈنگ، مرد و زن کے بے محابا اختلاط اور باقیوں کا خواتین سے بدقماشانہ طرز عمل۔ ان سب باتوں کے جواز کی دلیل کیا ہے؟

کیا عہد رسالت میں مدینہ طیبہ کے مقدس گلی کوچوں میں کبھی کسی بھی موقعہ پر اور خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت پر روزمرہ کے معمول سے ایک چراغ زیادہ روشن کیا گیا۔ کیا کبھی کوئی جلوس نکلا؟ کیا کوئی تقریب اس بارے میں منعقد ہوئی جس میں محراب بنائے گئے؟ کیا عمارتوں کی آرائش ہوئی ـــ اور کیا ریکارڈنگ، مرد و زن کا اختلاط اور دوسرے قبیح افعال جو اس قسم کے جلوسوں کا فطری تقاضہ بلکہ ان جلوسوں کا لازمی جزو ہیں۔ اب شریعت اسلامیہ میں حلال اور روا ہو گئے ہیں؟

اس کے ساتھ یہ بھی سوچئے کہ آج ہم بحیثیت قوم اسوہ رسالت، سنت رسول، احکام شریعت اور فرائض الٰہیہ سے جس طرح اعراض کئے ہوئے ہیں اور انفرادی زندگیوں سے اجتماعی اداروں تک ہم نے اپنے محبوب آقا صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق زندگی پر خدا کی مغضوب اور گمراہ اقوام کی تہذیب، ثقافت۔ تمدن۔ معاشرت اور معیشت کو نہ صرف ترجیح دی بلکہ انہیں غالب کر رکھا ہے۔

اس طرز عمل کے بعد سال کے بعد ایک یا چند دن مجالس میلاد منعقد کر کے صلوٰۃ وسلام پڑھ کر اور جلوس نکال کر محبت رسول کا جو ثبوت ہم مہیا کر رہے ہیں اور عملاً نہ صرف یہ کہ اپنی معصیتوں پر قائم بلکہ ان میں روز افزوں ترقی کر رہے ہیں ـــ کیا یہ اس حقیقت کی ناقابل تردید شہادت نہیں کہ ہم دین کی روح سے محروم ہو چکے ہیں، جادۂ حق سے دور جا رہے ہیں۔ اور ہم خلق اور اپنے آپ ہی کو نہیں خاکم بدہن خدائے علیم و خبیر کو بھی دھوکہ دینے میں مصروف ہیں؟

عبدالرحیم اشرف

(المنبر ۸ جولائی ۱۹۶۶ء)

احمدّیت کا روحانی انقلاب

بہت سے لوگوں کو اس کا علم ہی نہیں کہ احمدیت دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کر رہی ہے اور اسلام سے دور لوگوں کو اسلام کے قریب لا رہی ہے۔ دوسرے لوگوں کے نام الفضل جاری کروا کر انہیں احمدیت کی ان کامیابیوں اور کامرانیوں سے روشناس کروائیے۔

(منیجر الفضل ربوہ)

امتِ محمدیہ کی وحدت اور جماعتِ احمدیہ

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(اسی سلسلہ میں صفحہ ۲ پر اداریہ ملاحظہ فرمائیں)

نئی جماعت بنانے کی وجہ

اس سوال کا جواب دو طرح دیا جا سکتا ہے۔ عقلی طور پر اور روحانی طور پر۔ عقلی طور پر اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جماعت صرف تعداد کا نام نہیں۔ ہزار۔ لاکھ یا کروڑ افراد کو جماعت نہیں کہتے بلکہ جماعت اُن افراد کے مجموعہ کو کہتے ہیں جو متحد ہو کر کام کرنیکا فیصلہ کر چکے ہیں اور ایک متحدہ پروگرام کے مطابق کام کر رہے ہوں۔ ایسے افراد اگر پانچ سات بھی ہوں تو جماعت ہے اور جن میں یہ بات نہ ہو وہ کروڑوں بھی جماعت نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو پہلے دن آپ پر صرف چار آدمی ایمان لائے تھے آپ پانچویں تھے۔ باوجود پانچ ہونے کے آپ ایک جماعت تھے مگر مکہ کی آٹھ دس ہزار کی آبادی جماعت نہیں تھی نہ عرب کی آبادی جماعت تھی۔ کیونکہ نہ انہوں نے متحد ہو کر کام کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور نہ ان کا کوئی متحدہ پروگرام تھا۔ پس اس قسم کا سوال کرنے سے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ کیا اس وقت مسلمان کوئی جماعت ہیں؟ کیا دنیا کے مسلمان تمام معاملات میں آپس میں مل کر کام کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں یا ان کا کوئی متحدہ پروگرام ہے؟ جہاں تک ہمدردی کا سوال ہے مَیں مانتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق ہمدردی ہے مگر وہ بھی سارے مسلمانوں میں نہیں۔ کچھ کے دلوں میں ہے اور کچھ کے دلوں میں نہیں۔ اور پھر کوئی ایسا نظام موجود نہیں جس کے ذریعہ سے اختلافات کو مٹایا جا سکے۔ اختلاف تو جماعت میں بھی ہوتا ہے بلکہ نبیوں کے وقت کی جماعت میں بھی ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بعض دفعہ انصار اور مہاجرین کا اختلاف ہو گیا اور بعض دفعہ بعض دوسرے قبائل میں اختلاف ہو گیا لیکن جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تو اسی وقت سب اختلاف مٹ گیا۔ اسی طرح خلافت کے ایام میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا تھا لیکن جب کوئی اختلاف پیدا ہوتا خلفاء فیصلہ کرتے اور وہ اختلاف مٹ جاتا۔ خلافت کے ختم ہونے کے بعد بھی کوئی ستّر سال تک مسلمان ایک حکومت کے نیچے رہے۔ جہاں جہاں بھی مسلمان تھے وہ ایک نظام کے تابع تھے۔ وہ نظام بُرا تھا یا اچھا تھا بہرحال اس نے مسلمانوں کو ایک رشتہ سے باندھ رکھا تھا اس کے بعد اختلاف ہوا اور مسلمان دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ سپین کا ایک حلقہ بن گیا۔ اور باقی دنیا کا ایک حلقہ بن گیا۔ یہ اختلاف تو تھا مگر بہت ہی محدود اختلاف تھا۔ دنیا کے مسلمانوں کا بیشتر حصہ پھر بھی ایک نظام کے نیچے چل رہا تھا مگر تین سَو سال گزرنے کے بعد یہ انتظام ایسا ٹوٹا کہ تمام مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور ان میں تشتّت اور پراگندگی پیدا ہو گئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ خیر القرون قرنی ثمّ الّذین یلونھم ثمّ الّذین یلونھم ثمّ یفشو الکذب یعنی سب سے اچھی صدی میری ہے ان سے اتر کر وہ لوگ ہوں گے جو دوسری صدی میں ہوں گے اور ان سے اتر کر وہ لوگ ہوں گے جو تیسری صدی میں ہوں گے۔ پھر دنیا میں سے سچائی مٹ جائے گی اور ظلم و تشدد اور اختلاف کا دور دورہ ہو جائے گا اور ایسا ہی ہؤا۔ اور پھر یہ اختلاف بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ گزشتہ تین صدیوں میں تو مسلمان اپنی طاقت بالکل ہی کھو بیٹھے کجا وہ وقت تھا کہ یورپ ایک ایک مسلمان بادشاہ سے ڈرتا تھا اور اب یورپ اور امریکہ کی ایک ایک طاقت کا مقابلہ کرنیکی سکت سارے عالم اسلام میں بھی نہیں۔ یہودیوں کی کتنی چھوٹی سی حکومت فلسطین میں بنی ہے۔ شام۔ عراق۔ لبنان۔ سعودی عرب۔ مصر اور فلسطین کی فوجیں اس کا مقابلہ کر رہی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یو۔ این۔ او نے جو علاقہ یہودیوں کو دیا تھا اس سے بہت زیادہ اس وقت یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ یہ درست ہے کہ یہودی حکومت کی مدد امریکہ اور انگلستان کر رہے ہیں لیکن سوال بھی تو یہی ہے کہ کبھی تو مسلمانوں کی ایک ایک حکومت سارے مغرب پر غالب تھی اور اب مغرب کی بعض حکومتیں سارے مسلمانوں سے زیادہ طاقت ور ہیں۔ پس جماعت کا جو مفہوم ہے اس وقت اس کے مطابق مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں۔ حکومتیں ہیں جن میں سے سب سے بڑی پاکستان کی حکومت ہے جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب قائم ہوئی ہے لیکن اسلام پاکستان کا نام نہیں۔ نہ اسلام مصر کا نام ہے۔ نہ اسلام شام کا نام ہے۔ نہ اسلام ایران کا نام ہے۔ نہ اسلام افغانستان کا نام ہے۔ نہ اسلام سعودی عرب کا نام ہے۔ اسلام تو اس رشتۂ وحدت کا نام ہے جس نے سارے مسلمانوں کو یکجا کر رکھا تھا اور ایسا کوئی نظام اس وقت دنیا میں موجود نہیں۔ پاکستان کو افغانستان سے ہمدردی ہے افغانستان کو پاکستان سے ہمدردی ہے لیکن نہ پاکستان افغانستان کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہے۔ نہ افغانستان پاکستان کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہے۔ دونوں کی سیاست الگ الگ ہے اور دونوں اپنے اندرونی معاملات میں آزاد ہیں۔ یہی حال افراد کا ہے افغانستان کے باشندے اپنی جگہ پر آزاد ہیں۔ پاکستان کے باشندے اپنی جگہ پر آزاد ہیں۔ مصر کے باشندے اپنی جگہ پر آزاد ہیں ان کو ایک لڑی میں پرانے والی کوئی چیز نہیں پس اس وقت مسلمان بھی ہیں مسلمانوں کی حکومتیں بھی ہیں اور ان میں سے بعض حکومتیں خدا تعالےٰ کے فضل سے مضبوط ہو رہی ہیں لیکن پھر بھی مسلمان ایک جماعت نہیں۔ فرض کرو پاکستان کا بیڑہ اتنا مضبوط ہو جائے کہ تمام بحر الہند میں حکومت کرنے لگ جائے اس کی فوج اتنی مضبوط ہو جائے کہ ہندوستان یونین اس سے کانپنے لگ جائے اس کی اقتصادی حالت اتنی بڑھ جائے کہ دنیا کی منڈیوں پر اس کا قبضہ ہو جائے بلکہ اس کی اتنی طاقت بڑھ جائے کہ امریکہ کی طاقت سے بھی بڑھ جائے تو کیا ایران۔ شام۔ فلسطین اور مصر اپنے آپ کو پاکستان میں مدغم کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ وہ پاکستان کی عظمت کا اقرار کرنے کے لئے تیار ہوں گے وہ اس سے ہمدردی کرنے کے لئے تیار ہوں گے مگر وہ اپنی ہستی کو اس میں مٹا دینے کے لئے تیار نہیں ہوں گے پس گو خدا تعالےٰ کے فضل سے مسلمانوں کی سیاسی حالت بہتر ہو رہی ہے اور بعض نئی اسلامی حکومتیں قائم ہو رہی ہیں لیکن باوجود اسکے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک اسلامی جماعت نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ مختلف سیاستوں میں بٹے ہوئے ہیں اور الگ الگ حکومتوں میں تقسیم ہیں۔ ان سب کی آواز کو ایک جگہ جمع کرنے والی کوئی طاقت نہیں مگر اسلام تو عالمگیر ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اسلام عرب کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ اسلام شام کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ اسلام ایران کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ اسلام افغانستان کے مسلمانوں کا نام نہیں۔ جب دنیا کے ہر ملک کے مسلمان اسلام کے نام کے نیچے جمع ہو جاتے ہیں تو اسلامی جماعت وہی ہو سکتی ہے جو ان سارے گروہوں کو اکٹھا کرنے والی ہو اور جب تک ایسی جماعت دنیا میں قائم نہ ہو ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں گو حکومت ہے اور سیاست ہے اسی طرح متحدہ پروگرام کا سوال ہے جہاں ایسا کوئی نظام نہیں جو ساری دنیا کے مسلمانوں کو اکٹھا کر سکے وہاں مسلمانوں کا کوئی متحدہ پروگرام بھی نہیں۔ نہ سیاسی نہ تمدنی نہ مذہبی۔ منفردانہ طور پر کسی کسی جگہ پر کسی مسلمان کا دشمنانِ اسلام سے مقابلہ کر لینا یہ اور چیز ہے اور متحدہ طور پر ایک مخصوص نظام کے ماتحت چاروں طرف سے دشمن کے حملہ کا جائزہ لے کر اس کے مقابلہ کی کوشش کرنا یہ الگ بات ہے پس پروگرام کے لحاظ سے بھی مسلمان ایک جماعت نہیں ایسی صورت میں اگر کوئی جماعت قائم ہو اور مذکورہ بالا دونوں مقاصد کو لے کر قائم ہو تو اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایک نئی جماعت بن گئی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ پہلے کوئی جماعت نہیں تھی اب ایک جماعت بن گئی ہے۔ مَیں ان دوستوں سے جن کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ باوجود ایک نماز۔ ایک قبلہ۔ ایک قرآن اور ایک رسول ہونے کے پھر احمدی جماعت نے الگ جماعت کیوں بنائی۔ کہتا ہوں کہ وہ اس نکتہ پر غور کریں اور سوچیں کہ اسلام کو پھر ایک جماعت بنانے کا وقت آ چکا ہے۔ اس کام کے لئے کب تک انتظار کیا جائے گا؟ مصر کی حکومت اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہی ہے ایران کی حکومت اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہی ہے۔ افغانستان کی حکومت اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہی ہے۔ دیگر اسلامی حکومتیں اپنی اپنی جگہ پر اپنا کام کر رہی ہیں لیکن ان کی موجودگی میں بھی ایک خلاء باقی ہے۔ ایک کمی باقی ہے اور اسی خلاء اور اسی کمی کو پورا کرنے کے لئے احمدیہ جماعت قائم ہوئی ہے۔ جب خلافتِ ترکیہ کو ترکوں نے ختم کر دیا

تو مصر کے بعض علماء نے (بعض راز داروں کے قول کے مطابق شاہ مصر کے اشارہ سے) ایک تحریکِ خلافت شروع کی اور اس تحریک سے ان کا منشاء یہ تھا کہ شاہِ مصر کو خلیفۃ المسلمین تصور کر لیا جائے اور اس طرح مصر کو دوسرے اسلامی ممالک پر فوقیت حاصل ہو جائے۔ سعودی عرب نے اس کی مخالفت شروع کی اور یہ پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ یہ تحریک انگریزوں کی اٹھائی ہوئی ہے اگر کوئی شخص خلافت کا مستحق ہے تو وہ سعودی عرب کا بادشاہ ہے۔ جہاں تک خلافت کا تعلق ہے وہ یقیناً ایک ایسا رشتہ ہے جس سے سب مسلمان اکٹھے ہو جاتے ہیں لیکن جب یہ خلافت کا لفظ کسی خاص بادشاہ کے ساتھ مخصوص ہونے لگا تو دوسرے بادشاہوں نے فوراً تاڑ لیا کہ ہماری حکومت میں رخنہ ڈالا جاتا ہے اور وہ مفید تحریک بیکار ہو کر رہ گئی۔ لیکن اگر یہی تحریک عوام میں پیدا ہو اور مذہبی روح اس کے پیچھے کام کر رہی ہو تو سیاسی رقابت اس کے رستہ میں حائل نہیں ہوگی صرف جماعتی رقابت اس کے رستہ میں روک بنے گی۔ سیاسی رقابت کی وجہ سے ایسی تحریک اسی ملک میں محدود ہو کر رہ جائے گی جس کی حکومت اس کی تائید میں ہوگی لیکن جماعتی مخالفت کی صورت میں وہ کسی ملک میں محدود نہیں رہے گی۔ ہر ملک میں جائے گی اور پھیلے گی اور اپنی جڑیں بنائے گی بلکہ ایسے ملکوں میں بھی جا کر کامیاب ہوگی جہاں اسلامی حکومت نہیں ہوگی کیونکہ سیاسی ٹکراؤ نہ ہونے کی وجہ سے ابتدائی زمانہ میں حکومتیں اس کی مخالفت نہیں کریں گی۔

چنانچہ احمدیت کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ احمدیت کا منشاء محض مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا کرنا تھا۔ وہ بادشاہت کی طالب نہیں تھی۔ وہ حکومت کی طالب نہیں تھی۔ انگریزوں نے اپنے ملک میں بعض دفعہ احمدیت کو تکلیفیں بھی پہنچائی ہیں لیکن اس کے خالص مذہبی ہونے کی وجہ سے اس سے کھلے بندوں ٹکرانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ افغانستان میں ملاّؤں سے ڈر کر بعض دفعہ بادشاہوں نے سختیاں کیں لیکن پرائیویٹ ملاقاتوں میں اپنی معذوریاں بھی ظاہر کرتے رہے اور اظہارِ ندامت بھی کرتے رہے۔ اسی طرح دوسرے اسلامی ممالک میں عوام الناس نے مخالفت کی، علماء نے مخالفت کی اور ان سے ڈر کر حکومت نے بھی بعض دفعہ روکیں ڈالیں لیکن کسی حکومت نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ تحریک ہماری حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے قائم ہوئی ہے اور یہ اُن کا خیال بالکل درست تھا۔ احمدیت کو سیاست سے کوئی غرض نہیں۔ احمدیت صرف اس غرض کے لئے کھڑی ہوئی ہے کہ مسلمانوں کی دینی حالت کو درست کرے اور انہیں ایک رشتہ میں پروئے تاکہ وہ مل کر اسلام کے دشمنوں کا اخلاقی اور روحانی ہتھیاروں سے مقابلہ کر سکیں۔ اسی بات کو سمجھتے ہوئے امریکہ میں احمدی مبلّغ گئے۔ جس حد تک وہ ایشیائیوں کی مخالفت کرتے ہیں انہوں نے احمدی مبلّغوں کی مخالفت کی لیکن جہاں تک مذہبی تحریک کا سوال تھا اس کے مدِّ نظر انہوں نے مخالفت نہیں کی۔ ڈچ حکومت نے انڈونیشیا میں بھی اسی طریق سے کام لیا جب انہوں نے دیکھا کہ سیاست میں یہ ہمارے ساتھ نہیں ٹکراتے تو گو انہوں نے مخفی نگرانیاں بھی کیں، بے اعتنائیاں بھی کیں۔ مگر کھلے بندوں احمدیت سے ٹکرانے کی ضرورت نہیں سمجھی اور اس رویہ میں وہ بالکل حق بجانب تھے۔ بہرحال ہم اُن کے مذہب کے خلاف تبلیغ کرتے تھے اس لئے ہم ان سے کسی ہمدردی کے امیدوار نہیں تھے مگر ہم اُن کی سیاست سے بھی براہِ راست نہیں ٹکراتے تھے اسلئے اُن کا بھی یہ کوئی حق نہیں تھا کہ ہم سے براہِ راست ٹکراتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اب جماعتِ احمدیہ قریباً ہر ملک میں قائم ہے۔ ہندوستان میں بھی۔ افغانستان میں بھی۔ ایران میں بھی۔ عراق میں بھی۔ شام میں بھی۔ فلسطین میں بھی۔ مصر میں بھی۔ اٹلی میں بھی۔ سوئٹزرلینڈ میں بھی۔ جرمنی میں بھی۔ انگلینڈ میں بھی۔ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ میں بھی۔ انڈونیشیا۔ ملایا۔ ایسٹ اور ویسٹ افریقہ۔ ایبے سینیا۔ ارجنٹائنا غرض ہر ملک میں تھوڑی یا بہت جماعت موجود ہے اور ان ممالک کے اصلی شہریوں میں سے جماعت موجود ہے۔ یہ نہیں کہ وہاں کے بعض ہندوستانی احمدی ہو گئے ہوں۔ اور وہ ایسے مخلص لوگ ہیں کہ اپنی زندگیاں اسلام کی خدمت کے لئے قربان کر رہے ہیں۔ ایک انگریز لیفٹیننٹ اپنی زندگی وقف کر کے اس وقت مبلّغ کے طور پر انگلستان میں کام کر رہا ہے۔ باقاعدہ نمازی ہے شراب وغیرہ کے قریب نہیں جاتا۔ خود محنت مزدوری سے پیسے کما کر ٹریکٹ وغیرہ شائع کرتا ہے یا جلسے کرتا ہے ہم اُسے گزارہ کے لئے اتنی قلیل رقم دیتے ہیں جس سے انگلستان کا ایک چوہڑا بھی زیادہ کماتا ہے۔ اسی طرح جرمنی کے ایک شخص نے زندگی وقف کی ہے وہ بھی فوجی افسر ہے۔ بڑی جدوجہد سے وہ جرمنی سے نکلنے میں کامیاب ہُوا ہے۔ ابھی اطلاع آئی ہے کہ وہ سوئٹزرلینڈ پہنچ گیا ہے اور وہاں ویزا کا انتظار کر رہا ہے۔ یہ نوجوان اسلام کی خدمت کا بے انتہا جوش اپنے دل میں رکھتا ہے اور اسی لئے پاکستان آ رہا ہے کہ یہاں اسلام کی تعلیم پوری طرح حاصل کر کے کسی غیر ملک میں اسلام کی تبلیغ کرے۔

جرمنی کا ایک اَور نوجوان مصنّف اور اس کی تعلیم یافتہ بیوی زندگی وقف کرنے کا ارادہ ظاہر کر رہے ہیں اور شاید عنقریب ہی وہ اس فیصلہ پر پہنچ کر پاکستان تعلیمِ اسلام کے لئے آ جائیں گے۔ اسی طرح ہالینڈ کا ایک نوجوان اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کا ارادہ کر چکا ہے اور غالباً جلد ہی کسی نہ کسی ملک میں تبلیغِ اسلام کے کام پر لگ جائے گا۔ بے شک جماعتِ احمدیہ تھوڑی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے جماعت اسلامی قائم ہو رہی ہے۔ ہر ملک میں کچھ نہ کچھ افراد اس میں شامل ہو کر ایک عالمگیر اتحاد کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ اور ہر سیاست کے ماننے والے لوگوں میں سے کچھ نہ کچھ آدمی اس میں شامل ہو رہے ہیں ایسی تحریکوں کی ابتداء شروع میں چھوٹی ہی ہُوا کرتی ہے لیکن ایک وقت میں جا کر وہ ایک فوری قوت حاصل کر لیتی ہیں اور چند دنوں میں اتحاد اور اتفاق کا بیج بونے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ سیاسی طاقت کے لئے سیاسی جماعتوں کی ضرورت ہے اور مذہبی اور اخلاقی طاقت کے لئے مذہبی اور اخلاقی جماعتوں کی ضرورت ہے۔ جماعتِ احمدیہ سیاست سے اسی لئے الگ رہتی ہے کہ اگر وہ ان باتوں میں دخل دے تو وہ اپنے کام میں سست ہو جائے۔

(پیغامِ احمدیت)

دُعا!

(مکرم سعید احمد صاحب اعجاز۔ لاہور)

عجب شے ہے دُعا سترِ سرورِ زندگانی ہے
نویدِ شادمانی ہے کلیدِ کامرانی ہے

خُدا کے کُن فکاں پر زندہ ایماں بخشتی ہے یہ
گماں کی ظلمتوں میں نورِ ایقاں بخشتی ہے یہ

گُناہوں سے فراغِ جاوداں انساں کو دیتی ہے
سفینہ اُس کا معصیت کی طغیانی میں کھیتی ہے

بشر طوفانِ غم میں استقامت اِس سے پاتا ہے
دلِ بے تاب کو اِس کی بدولت صبر آتا ہے

خُدا کی نصرتِ برحق پہ جو ایمان رکھتا ہے
خدا اُس آدمی سے لُطف کا پیمان رکھتا ہے

خدا کے ہاتھ میں جو شخص اپنا ہاتھ دیتا ہے
بچشمِ خود خدا کی قدرتوں کو دیکھ لیتا ہے

کوئی مشکل حریفِ ہمّتِ انساں نہیں ہوتی
حضورِ حق دُعا کرنے سے جو آساں نہیں ہوتی

شفا بیمار پاتے ہیں دُعائے صبحگاہی سے
نمودِ صُبح ہوتی ہے شبِ غم کی سیاہی سے

اِسی سے زندگی کی کُلفتیں کافور ہوتی ہیں
تمنّا کی تہی دامانیاں معمور ہوتی ہیں

غرورِ نفسِ امّارہ کو یکسر خاک کرتی ہے
تکبّر کی عفونت سے دِلوں کو پاک کرتی ہے

دُعا سے کونسی شے ہے جو حاصل ہو نہیں سکتی
جو حاصل ہو چکی ہو پھر کبھی وہ کھو نہیں سکتی

دُعا کیا ہے خدا کے سامنے سوزِ بیاں اپنا
دُعا کیا ہے خدا کو سونپنا سُود و زیاں اپنا

دُعا کیا ہے ہجومِ درد و غم میں باخدا رہنا
سرِ تسلیم خم کرنا طلبگارِ رضا رہنا

علم و عمل کی صحیح اقدار

مکرم ڈاکٹر کیپٹن محمد رمضان صاحب پنشنر ربوہ

(۳)

پس جب تک مسلمان صحیح دینی تعلیم کی روشنی میں ان لائنوں پر غور نہیں کریں گے وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا آج اقتدار ایسے جانباز سپاہیوں کی ضرورت ہے جو (۱) اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور ایمان اور پریکٹیکل علم کے زیور سے آراستہ ہو کر صحیح احساس اور تحقیق کا مادہ اپنے اندر پیدا کریں اور اس کے نتیجہ میں عملی طور پر (۲) دیانتداری سے اپنے فرائض ادا کریں (۳) خدمت دین اور نیکی کریں (۴) اصلاح کا کام کریں اور (۵) خدمت خلق کریں۔

کیونکہ اگر علم اور علمی تحقیق کے نتیجہ میں قلب و دماغ کو جلا ملکہ حقیقی پاکیزگی اور تفکر حاصل نہیں ہوتا اور اخلاق فاضلہ و اعمال صالح پیدا نہیں ہوتے اور آخر الامر معرفت الٰہی سے حصہ نہیں ملتا تو ایسا علم نہ صحیح علم کہلانے کا مستحق ہے اور نہ ایسی تحقیق صحیح تحقیق۔ نتائج اسکی تصدیق کردیں گے۔ آخر دین کے دو ہی مقاصد ہیں (۱) حقوق اللہ اور (۲) حقوق العباد۔ مگر ان کے ذریعہ ہم نے لوگوں میں۔ عدل۔ احسان ایتاء ذی القربیٰ پیدا کرنے ہیں اور ان کو فحشاء۔ منکر اور بغی (یہ تین نیکیاں اور تین بدیاں تمام نیکیوں اور بدیوں کی جڑھ ہیں) سے رہائی دلادی ہے اور اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم کرنا ہے تو ہم اس کے حضور سرخرو ہیں۔ ورنہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ہمارا دعویٰ کیا ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اہم ارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "باطنی پاکیزگی کے لئے نفس انسانی کی تربیت اور مناسب تعلیم ضروری ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو شیطان نفس پر غالب آجائیگا اور وہ بُری طرح ذلیل ہوگا۔ جیسا کہ لڑائی اور میدان جنگ میں علاوہ تو انائے بدنی کے تعلیم یافتہ بھی ہونا ضروری ہے۔ اس طرح اس اندرونی حرب اور جہاد کے لئے نفوس انسانی کی تربیت اور مناسب تعلیم مطلوب ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شیطان ان پر غالب آجائیگا۔ اور وہ بہت بری طرح ذلیل اور رسوا ہوگا۔ مثلاً اگر ایک شخص توپ و تفنگ۔ اسلحہ حرب بندوق وغیرہ تو رکھتا ہو لیکن ان کے استعمال اور چلانے سے ناواقف محض ہو تو وہ دشمن کے مقابلہ میں کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا اور تیر و تفنگ اور سامان حرب بھی ایک شخص رکھتا ہو اور ان کا استعمال کرنا بھی جانتا ہو لیکن اس کے بازو میں طاقت نہ ہو تو بھی وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف طریق اور طرز استعمال کا سیکھ لینا بھی کارآمد اور مفید نہیں ہو سکتا۔ جب تک مشق اور ورزش کرکے بازو میں قوت اور توانائی پیدا نہ کی جائے۔ اب اگر تلوار چلانا تو جانتا ہے۔ لیکن ورزش اور مشق نہیں کی تو میدان حرب میں جاکر جونہی تین چار دفعہ تلوار کو حرکت دے گا اور دو ایک ہاتھ مارے گا۔ اس کے بازو تھکے ہو جائیں گے اور تھک کر بالکل بےکار ہو جائے گا اور خود ہی آخر دشمن کا شکار ہو جائے گا پس سمجھ لو اور خوب سمجھ لو کہ نرا علم و فن اور ادراک خشک تعلیم بھی کچھ کام نہیں دے سکتی جب تک عمل اور مجاہدہ اور ریاضت نہ ہو۔ دیکھو سرکار بھی نوجوانوں کو اس خیال سے بیکار نہیں رہنے دیتی۔ عین امن و امان کے دنوں میں بھی مصنوعی جنگ برپا کر کے فوجوں کو بیکار نہیں رہنے دیتی اور معمولی طور پر چاندماری اور پریڈ وغیرہ تو ہر روز ہوتی ہی رہتی ہے۔ جیسا ابھی میں نے بیان کیا کہ میدان کارزار میں کامیاب ہونے کے لئے جہاں ایک طرف طریق استعمال اسلحہ وغیرہ کی تعلیم اور واقفیت کی ضرورت ہے۔ وہاں دوسری طرف ورزش اور محل استعمال کی بھی بڑی بھاری ضرورت ہے اور نیز حرب و ضرب کے لئے تعلیم یافتہ گھوڑے چاہئیں یعنی ایسے گھوڑے جو توپوں اور بندوقوں کی آواز سے نہ ڈریں اور گرد و غبار سے پراگندہ ہو کر پیچھے نہ ہٹیں بلکہ آگے ہی بڑھیں۔ اسی طرح نفوس انسانی کامل ورزش اور پوری ریاضت اور حقیقی تعلیم کے بغیر اعداء اللہ کے مقابل میدان کارزار میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود۔ الفضل مجریہ ۲۱ مئی ۱۹۶۵ء)

اس ضمن میں تفسیر کبیر سے مندرجہ ذیل اقتباس قابل غور ہے — "پس اس آیت کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ جب کہ انسان ظاہری طور پر خیر کو بلاتا ہے وہ حقیقت میں شر کو بلا رہا ہوتا ہے یا یہ نکلتا ہے کہ خیر کو بلانے کا جو حق ہے اسکی مانند وہ شر کو بلاتا ہے۔ ان دونوں معنوں کی رو سے آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب قوموں کو ترقی ملتی ہے وہ اس امر کو بھول جاتی ہیں کہ یہ ترقی انہیں اس لئے ملی ہے کہ تا وہ دین و دیانت کو قائم کریں اور بنی نوع انسان کے لئے امن اور ترقی کے سامان پیدا کر کے خدا کے فضلوں کو حاصل کریں اور وہ دنیوی نعمتوں کو جمع کرنے میں مشغول ہو جاتی ہیں اور لوگوں کے حقوق کو نظر انداز کر دیتی ہیں اور دنیوی عیش و آرام کے سامان جمع کر کے یہ سمجھتی ہیں کہ وہ اپنے لئے اور اپنی اولادوں کے لئے خیر کے سامان جمع کر رہی ہیں حالانکہ وہ اس ذمہ داری کو بھول کر جو ان کے کندھوں پر رکھی جاتی ہے اپنی تباہی کے سامان پیدا کر رہی ہوتی ہیں اور آخر تباہ ہو جاتی ہیں۔ پس کسی قوم کو ترقی ملنے کا وقت بہت نازک ہوتا ہے۔ کیونکہ اسکے بعد اصل خیر اس کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتی ہے اور شر کو خیر سمجھ کر وہ اپنے راستہ سے بھٹک جاتی ہے۔ وکان الانسان عجولا کہہ کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ مومن کو جو خیر ملی ہے وہ تو مرنے کے بعد ملتی ہے اس دنیا کی فتوحات اس خیر کے حصہ کے لئے مواقع بہم پہنچانے کے لئے دی جاتی ہیں۔ لیکن بعض لوگ جلدی کرتے ہیں اور اس دنیا کی ترقی کو اصل خیر سمجھ کر اسکے سمیٹنے میں لگ جاتے ہیں اور خود اپنے اعمال سے اپنی تباہی کے سامان جمع کر لیتے ہیں۔

پاکستان ویسٹرن ریلوے

چیف کنٹرولر آف پرچیز پاکستان ویسٹرن ریلوے ایمپرس روڈ لاہور کو مندرجہ ذیل ٹنڈروں کیلئے کوٹیشنیں مطلوب ہیں

نمبر شمار	ٹنڈر نمبر مع سٹورز کی مختصر کیفیت اور مقدار	قیمت ٹنڈر فارم اور ڈاک خرچ (ناقابل واپسی)	تاریخ فروخت	مقررہ تاریخ اور وقت	کھلنے کی تاریخ اور وقت
۱	P5/Rate contract Disinfecting fluid جراثیم کش فلوئیڈ مع کاربالک ایسڈ وغیرہ	۱۰ روپے	۱۱/۷/۶۶ تا ۱/۸/۶۶	۲/۸/۶۶ بوقت ۸ بجے صبح	۲/۸/۶۶ بوقت ۸½ بجے صبح

نوٹ:۔ نمبر شمار ۱ ریٹ کنٹریکٹ کے لئے دعوت ہے۔ کامیاب ٹنڈر دہندہ کو لازم ہوگا کہ وہ اس کنٹریکٹ کے تحت اس کی میعاد کی مدت کے اندر ریلوے پرچیز آرڈرز جب بھی اور جیسے بھی دئے جائیں انہیں قبول کریں اور مقررہ ریٹ لگائیں اور اس قسم کے آرڈر کی وصولی کی مدت کے اندر اندر فراہمی کریں ایسے آرڈر ٹھیکہ کی میعاد سے بھی زیادہ دیر تک بڑھائے جا سکتے ہیں۔

نمبر شمار	ٹنڈر نمبر مع سٹورز کی مختصر کیفیت اور مقدار	قیمت ٹنڈر فارم اور ڈاک خرچ (ناقابل واپسی)	تاریخ فروخت	مقررہ تاریخ اور وقت	کھلنے کی تاریخ اور وقت
۲	211—S/316 — TSO سنڈری کاٹکڑی کے آف داو نڈ سیلیرز (HERA)	۲۵ روپے	۹/۷/۶۶ تا ۶/۸/۶۶	۸/۸/۶۶ بوقت ۸ بجے صبح	۸/۸/۶۶ بوقت ۸½ بجے صبح
۳	ایک توکھ حدد TERIATHINGR P7—/126—B/2—65 انچی مخانگش ۹۰۰ ہنڈرڈ ویٹ	۲۰ روپے	۹/۷/۶۶ تا ۱۱/۸/۶۶	۱۲/۸/۶۶ بوقت ۹ بجے صبح	۱۲/۸/۶۶ بوقت ۹½ بجے صبح

نوٹ:۔ نمبر شمار ۳ کے تحت ٹنڈر ہمارے ٹنڈر نمبر P7/126-B/2-65 کے عوض ہے۔ جو ۹ نومبر ۱۹۶۵ء کو کھولا گیا تھا۔ اور منسوخ کر دیا گیا تھا۔ وہ حضرات جنہوں نے پہلے یہ ٹنڈر خرید کیا تھا۔ انہیں ٹنڈر کی تازہ نقل بلامعاوضہ جاری کی جائے گی۔

۴۔ ٹنڈر فارم ناقابل منتقلی ہیں دفتر چیف کنٹرولر آف پرچیز پاکستان ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس ایمپرس روڈ لاہور اور دفتر ڈسٹرکٹ کنٹرولر آف پرچیز انسپکشن پاکستان ویسٹرن ریلوے کراچی کینٹ سے تمام ایام کار میں ماسوائے جمعہ ۹ بجے تا ۱۲ بجے دوپہر مذکورہ بالا قیمت کا نقد یا بذریعہ منی آرڈر ادائیگی پر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ڈاک خانہ کا پوسٹل آرڈر / چیک / بینک ڈرافٹ / اگر نسی بانڈ / بنک ڈیپازٹ اور نیشنل سیونگ سرٹیفیکیٹ مذکورہ بالا ٹنڈر فارم کی قیمت کے طور پر قابل قبول نہ ہوں گے۔

صرف انہیں ٹنڈر فارموں پر دی گئی پیشکشیں قابل غور ہوں گی۔

ٹنڈر حاضر آمدہ ٹنڈر دہندگان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔

(INF (ل) 1715

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

انصار اللہ کی تربیتی سرگرمیاں

شیخوپورہ اور گوجرانوالہ میں انصار اللہ کے کامیاب اجتماعات

۱- اجتماع انصار اللہ ضلع شیخوپورہ

۴-۳ جون ۱۹۶۶ء کو ضلع شیخوپورہ کے انصار اللہ کا اجتماع مسجد احمدیہ شیخوپورہ شہر میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے تین اجلاس ہوئے پہلا اجلاس بعد نماز جمعہ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی صدارت میں ہوا جس میں افتتاحی خطاب جناب چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع شیخوپورہ نے فرمایا ازاں بعد مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے سیدنا المصلح الموعودؓ کے سنہری کارناموں پر تقریر کی۔ دوسرا اجلاس اسی روز نماز عشاء کے بعد ہوا صدر جلسہ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد تھے اس اجلاس میں مولانا ابو العطاء صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے فرائض انصار اللہ کے موضوع پر اور مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے آنحضرت صلعم سے حضرت مسیح موعود کا عشق" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ تیسرا اور آخری اجلاس ۴ جون کو صبح ۹ بجے سے بارہ بجے دوپہر تک جاری رہا۔ اس اجلاس کے صدر محترم سید لال شاہ صاحب آف آنبہ قائد انصار اللہ ضلع شیخوپورہ تھے۔ اور مقررین قریشی سعید احمد صاحب مربی سلسلہ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد اور مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد تھے۔ جنہوں نے بالترتیب "صحابہ کرام کی قربانیاں" "غلبہ اسلام" اور ہمارے فرائض" کے عنوانات پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آخر میں شمس صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور اجتماع کا پروگرام بخیر و خوبی ختم ہوا فالحمد للہ

۲- اجتماع انصار اللہ ضلع گوجرانوالہ

انصار اللہ ضلع گوجرانوالہ کا دو روزہ اجتماع بتاریخ ۱۰-۱۱ جون ۱۹۶۶ء مسجد احمدیہ گوجرانوالہ میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے چار اجلاس ہوئے۔ پہلا اجلاس ۱۰ جون کو بعد نماز جمعہ مولانا شیخ عبدالقادر صاحب کی افتتاحی تقریر سے ہوا۔ ازاں بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد نے سورہ النجم کے پہلے رکوع کا اور مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے بخاری شریف کی پہلی حدیث کا درس دیا اس کے بعد مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے "تربیت اولاد" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ دوسرا اجلاس شبینہ تھا جو محترم شیخ صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ جس میں مولانا شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ احمدیہ اور مولانا احمد خان صاحب نسیم انچارج مقامی اصلاح و ارشاد نے تقریریں فرمائیں۔ دوسرے روز صبح کو نماز فجر کے بعد مولانا احمد خان صاحب نسیم کی زیر صدارت میں تیسرا اجلاس منعقد ہوا جس میں پہلے مولوی عبدالمجید صاحب منیب بلالی پوری نے درس قرآن دیا اور پھر جناب نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ نے "برکات خلافت" پر روشنی ڈالی۔ چوتھا اور آخری اجلاس کچھ وقفہ کے ساتھ قریباً ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ اس اجلاس میں جو مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب نائب امیر گوجرانوالہ کی صدارت ہوا۔ مندرجہ ذیل اصحاب کی تقاریر ہوئیں۔ جناب شیخ عبدالقادر صاحب مولوی دوست محمد صاحب۔ میر اللہ بخش صاحب تسنیم آخر میں مولانا احمد خان صاحب نسیم نے احباب جماعت کو ضروری امور کی طرف توجہ دلائی اور دعا پر اجتماع کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

ان ہر دو اجتماعات میں لاؤڈ سپیکر اور مستورات کے پردہ کا تسلی بخش انتظام تھا ہر اجلاس کا آغاز سلسلہ کی روایات کے مطابق تلاوت قرآن مجید سے ہوا خدا کے فضل سے نہ صرف احباب جماعت نے بڑے ذوق شوق سے تقاریر سنیں بلکہ بعض غیر احمدی اصحاب بھی شامل ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انصار اللہ کی ان تربیتی اور اصلاحی مساعی میں برکت ڈالے اور خدا کرے کہ یہ اجتماعات افراد جماعت میں ایک نئی روح اور بیداری پیدا کرنے کا موجب بنیں تا اس اہم تنظیم کے قیام کی غرض صحیح معنوں میں پوری ہو۔ آمین۔ (نامہ نگار)

۷- میرا لڑکا کچھ دنوں سے بوجہ بخار بیمار ہے اور بہت کمزور ہوگیا ہے۔

(محمد نذیر محلہ دار الیمن ربوہ)

احباب جماعت ان سب کی صحت کے لئے دعا فرمادیں۔

تعمیر مسجد احمدیہ ڈنمارک ۔ اور ۔ لجنات اماء اللہ ممالک بیرون

(۵)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نور اللہ مرقدہٗ کی خلافت بابرکت پر باون سال گذرنے کی خوشی میں ممالک بیرون کی لجنات اماء اللہ کی جن بہنوں کو مسجد احمدیہ ڈنمارک کی تعمیر میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کے اسمائے گرامی معہ ان کی مالی قربانیوں کے درج ذیل ہیں۔ جزاھن اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ قارئین کرام سے ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے

نمبر	نام	مقام	شلنگ		پونڈ
۳۲-	مسز ثریا غازی صاحبہ	لندن		—	۵
۳۳-	مسز خان صاحبہ	"	۱۰	—	۰
۳۴-	مسز طاہرہ چوہدری صاحبہ	"	..	—	۵
۳۵-	مسز رضیہ قمر صاحبہ	"	..	—	۳
۳۶-	" " از طرف والد صاحب مرحوم	"	..	—	۱
۳۷-	" " از طرف والدہ صاحبہ مرحومہ	"	..	—	۱
۳۸-	" " از طرف خوشدامن صاحبہ مرحومہ	"	..	—	۱
۳۹-	مسز رضیہ باجوہ صاحبہ	"	۱۰	—	۰
۴۰-	مسز رفیق صاحبہ	"	..	—	۳
۴۱-	مسز منصورہ سردار احمد صاحب	"	..	—	۵

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

مختلف مقامات پر احمدی جماعتوں کے زیر اہتمام سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے

مورخہ ۳ جولائی کو یوم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت تقریب پر مرکز کی زیر ہدایت احمدی جماعتوں نے اہتمام کے ساتھ جلسے منعقد کئے جن میں حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب پر تقاریر کی گئیں اور حضور کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی گئی۔ جلسوں کی تفصیلی روداد چونکہ بوجہ عدم گنجائش شائع نہ ہو سکے گی۔ اس لئے ذیل میں ان مقامات کے نام درج کر دئے جاتے ہیں۔ جہاں سے جلسوں کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں:۔

لاہور۔ گوجرانوالہ۔ ایبٹ آباد۔ پشاور۔ واہ کینٹ۔ سیالکوٹ شہر کیمبل پور۔ کوٹ مومن۔ ضلع سرگودہا۔ ڈیرہ کے ضلع سیالکوٹ۔ گومیکی ضلع گجرات عنصور۔ ڈیرہ غازیخاں۔ رحیم یار خاں۔ بنی سر روڈ ضلع تھرپارکر

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

درخواست ہائے دعا

۱- میرے ماموں مکرم میاں غلام احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ وزیر آباد کئی دنوں سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ نیز میرے ابا جان کمردرد کی وجہ سے علیل رہتے ہیں۔

(خاکسارہ فوزیہ میر بنت میر ظفر علی صاحب وزیر آباد)

۲- بندہ تقریباً ایک سال سے صاحب فراش ہے (خاکسار الف دین غلہ منڈی۔ جہلم)

۳- میری بچی عزیزہ طاہرہ بیگم اہلیہ عزیزم آغا طاہر احمد خان صاحب اکونٹنٹ۔ ماڈل ٹاؤن لاہور سخت بیمار ہے (ڈاکٹر رحمت اللہ میڈیکل پریکٹیشنر۔ قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ)

۴- برادرم محترم شیخ نصیر احمد صاحب اپنڈے سائیٹس کا اپریشن سول ہسپتال کراچی میں ہوا ہے جو کامیاب رہا ہے۔ (شیخ مبشر احمد۔ دستگیر کالونی۔ کراچی)

۵- خاکسار کی اہلیہ صاحبہ اور بچے مختلف عوارض میں ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ (رشید احمد قریشی لیور برادرز رحیم یار خان)

۶- میری لڑکی گلے کی خرابی سے سخت بیمار ہے۔ حالت مخدوش ہے (ڈاکٹر محمد حسین لالہ موسیٰ گجرات)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جاری ہیں تا کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کنندگان۔ سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۸۳۰۹

میں امینہ بیگم زوجہ چوہدری پیر محمد قوم جٹ۔ پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاک خانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائداد کوئی نہیں ہے البتہ میرا حق مہر پانچ ہزار روپیہ صرف ہے جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس وقت میرا زیور کوئی نہیں ہے۔

میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے

الامۃ:۔ امینہ بیگم بقلم خود

گواہ شد:۔ ظہور احمد ناظر زراعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم ناصر ولد مولوی فخر الدین پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔ ربوہ

مسل نمبر ۱۸۳۱۰:۔

میں شریف احمد ولد مولوی محمد علی قوم سندھو پیشہ ملازمت عمر ۳۶ سال پیدائشی احمدی ساکن لوہری والہ ڈاک خانہ خاص ضلع گوجرانوالہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۴/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۱۶۵/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

العبد:۔ شریف احمد بقلم خود

گواہ شد:۔ بشیر احمد سیکرٹری مال لوہری والا ضلع گوجرانوالہ

گواہ شد:۔ عبد الباسط پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لوہری والہ تحصیل گوجرانوالہ

مسل نمبر ۱۸۳۱۱:۔

میں مقصود احمد بٹر ولد چوہدری محمد ابراہیم بٹر قوم جٹ بٹر پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال بیعت ۱۹۵۵ء بمقام کرتو ڈاک خانہ خاص ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد گیارہ ایکڑ اراضی ہے (جو کہ میری پیدا کردہ ہے) یہ اراضی موضع مانگٹ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے اس کی مالیت تقریباً ۲۵۰۰۰ روپے ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت ۱۲۴/- روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔

العبد منظور احمد بٹر ولد چوہدری محمد ابراہیم بٹر بمقام کرتو۔

گواہ شد:۔ چوہدری نذیر احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرتو۔

گواہ شد:۔ مستری اللہ دتہ۔ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ۔ کرتو۔

مسل نمبر ۱۸۳۱۲:۔

میں سردار بیگم زوجہ شکر اللہ خان قوم بٹ جنڈر پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ہارون آباد ضلع بہاولنگر صوبہ مغربی پاکستان۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ مئی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہے حق مہر مبلغ دو صد روپیہ ہے جس میں سے مبلغ یک صد روپیہ خاوند نے ادا کیا ہے میں اپنے سارے حق مہر مبلغ دو صد روپیہ کا ۱/۳ حصہ مبلغ ۶۷/- روپے ادا کرتی ہوں آئندہ بھی میری جو جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ہو گی اس کا ۱/۳ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ وصیت کرتی ہوں۔ علاوہ ازیں منظورہ کی کوئی ماہوار آمدنی یا جیب خرچ نہیں ہے اگر مستقبل میں کوئی آمدنی ماہوار ہوئی تو یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کا بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔

الامۃ:۔ سردار بیگم موصیہ معرفت چوہدری رشید احمد ایڈووکیٹ ہارون آباد

گواہ شد:۔ نصیر احمد ولد چوہدری شکر اللہ خان قوم جٹ ۸۔ ۷۔ ۱۷ سکنہ ہارون آباد۔

گواہ شد:۔ شکر اللہ خان ولد محمد بخش ہارون آباد

مسل نمبر ۱۸۳۱۳:۔

طاہرہ بیگم زوجہ نور محمد صاحب قوم افغان پیشہ دائی عمر پچاس سال پیدائشی احمدی ساکن ۲۰۷/۲ نیو گیٹ ڈاک خانہ پشاور ضلع پشاور صوبہ مغربی پاکستان

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۱/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت سوائے حق مہر کے اور کوئی نہیں ہے۔ میرا حق مہر مبلغ ۳ صد روپیہ بذمہ خاوند ہے اس کے علاوہ تین صد روپیہ ایک شخص کے ذمہ واجب الادا ہے میں اس رقم کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میری جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۸۰/- روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ:۔ نشان انگوٹھا۔ طاہرہ بیگم

گواہ شد:۔ نثار احمد سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ۔

گواہ شد:۔ فضل محمد پسر طاہرہ بیگم سکنہ ۲۰۷ رامپور نیو گیٹ پشاور۔

داخلہ گورنمنٹ ٹیچرز ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ بہاولپور

درخواستیں ۳۱/۷/۶۶ تک نام پرنسپل لفافہ بھیج کر طلب ہو۔

جے وی کلاس۔ شرائط میٹرک عمر ۳۰/۶/۶۶ کو ۱۷ تا ۲۰۔ سکونت ضلع بہاولپور

ایس وی کلاس۔ شرائط۔ ایف اے/ایف ایس سی (عمر ۱۹ تا ۲۲) میٹرک جے وی فرسٹ ڈویژن (عمر ۱۷ تا ۲۵) میٹرک فرسٹ ڈویژن (۱۷ تا ۲۰) سکونت بہاولپور ملتان ڈویژن

سی ٹی کلاس۔ ایف اے/ایف ایس سی سکونت بہاولپور ملتان ڈویژن۔ آزاد کشمیر۔ گلگت۔ بلتستان کوئٹہ و قلات ڈویژن (ریپٹ ۸/۷/۶۶)

(ناظر تعلیم ربوہ)

موجودہ دور کے تقاضوں سے آگاہ ہونے کے لئے ماہنامہ انصار اللہ ربوہ کا باقاعدگی سے مطالعہ کیجئے

سالانہ چندہ ۶ روپے صرف

قائد اشاعت انصار اللہ مرکزیہ

انصار اللہ کی ذمہ داریاں اور ان کی بجا آوری کی اہمیت

عہدیداران مستعدی سے اپنے فرائض سرانجام دیں

مجلس انصار اللہ کا جب قیام عمل میں آیا تو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس کی راہنمائی کے لئے ان کے فرائض کی نشان دہی فرما دی تھی۔ چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا :۔

"ان سے وہی کام لیا جائیگا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے لیا گیا یعنی کچھ تو اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو تبلیغ کریں کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو قرآن و حدیث پڑھائیں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ تعلیم و تربیت کا کام کریں اور کچھ قُمْ کَمَثَلِہِم کے دوسرے معنوں کے مطابق اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کی دنیوی ترقی کی تدابیر عمل میں لائیں"۔ (خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل یکم اگست ۱۹۴۰ء)

حضور کے اس ارشاد کی روشنی میں مرکز کی طرف سے ہر سال لائحہ عمل تیار کر کے مجالس کو بھجوایا جاتا ہے جس کو سامنے رکھ کر مجالس سارا سال کام کرتی ہیں۔ اس دفعہ بھی سال کے شروع ہی میں سالانہ پروگرام تیار کر کے مجالس کو بھجوایا گیا تھا۔ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مجالس اس پروگرام کی روشنی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا کام کر رہی ہیں اور اپنے عمل سے اپنے وجود کا ثبوت مہیا کر رہی ہیں مگر کچھ مجالس ابھی ایسی بھی ہیں جنہوں نے ابھی تک پوری طرح اپنی ذمہ داری کو یا تو سمجھا نہیں اور اگر سمجھا ہے تو اس پر عمل نہیں کیا۔ ہم میں سے ہر شخص کو جاننا چاہیئے کہ آج روئے زمین پر تاریکی کی گھٹاؤں کو دور کرنے کی ذمہ داری ہم پر ڈالی گئی ہے۔ ہم احمدی ہی ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر گوشہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت اور عظمت کو قائم کرنا ہے۔ اسلام آج خطرناک حالت میں ہے۔ کفر و الحاد کی بڑھتی ہوئی یلغار اسے مغلوب کرنا چاہتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے فارسی کلام میں کس درد سے فرماتے ہیں

ہر طرف سیل ضلالت صد ہزاراں تن ربود ۔ حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم ہوشیار نیست

یعنی ہر طرف گمراہی اور تاریکی کا دور دورہ ہے سینکڑوں ہزاروں لوگ اپنے دین سے برگشتہ ہو گئے ہیں اس آنکھ پر افسوس ہے جو اب بھی بیدار نہیں ہوتی

سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

"اسلام پر بڑا نازک وقت آیا ہوا ہے۔ جماعت پر بڑی بھاری ذمہ داری ہے اگر تم اس ذمہ داری کو ادا نہ کرو گے تو خدا تعالیٰ کے حضور کیا جواب دو گے؟" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

ان ارشادات کی روشنی میں ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ اپنا محاسبہ کرے کہ کیا وہ ان ذمہ داریوں کو ادا کر رہا ہے جو احمدیت نے اس پر ڈالی ہیں اگر نہیں تو جو سستی آج تک ہو چکی وہ ہو چکی آج سے سب انصار اور عہدیداران انصار یہ عزم کر لیں کہ وہ ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی پوری کوشش کریں گے جو خلیفۂ وقت اور مرکز کی طرف سے ان پر عاید کی گئی ہیں یہ دنیا چند روزہ ہے ہر ایک نے جلد یا بدیر یہاں سے رخصت ہونا ہے۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو اپنی زندگی میں خوشنودیٔ خدا حاصل کر لیتا ہے۔ خدائی نوشتوں کے مطابق احمدیت کی ترقی بہرحال مقدر ہے مگر دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ہمارا اس میں کتنا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ کرم ہا صد کرم کن ہر کسے کو ناصر دین است ۔ بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

(قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

محترم چوہدری اللہ داد صاحب وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ربوہ ۔ نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی محترم چوہدری اللہ داد صاحب والد مکرم چوہدری محمد فضل داد صاحب مورخہ ۹ جولائی بروز ہفتہ قریباً ۹۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مورخہ ۱۰ جولائی کو صبح ساڑھے سات بجے امیر مقامی محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ مقبرہ بہشتی لے جا کر مرحوم کی نعش کو قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے ہی دعا کرائی۔

مرحوم ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے بہت نیک مخلص اور دعا گو تھے تبلیغ کا بے پناہ جوش رکھتے تھے چنانچہ اکثر وقت فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی میں ہی گزرتا۔ غرباء پروری کا جذبہ خاص طور پر نمایاں تھا۔

مرحوم نے پس ماندگان کے طور پر تین فرزند ایک دختر پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں پڑپوتے پڑپوتیاں چھوڑے ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم چوہدری صاحب مرحوم کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور اپنے خاص مقام قرب سے نوازے نیز جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

● کراچی ۱۱ جولائی۔ امریکی وزیر زراعت مسٹر فری مین پاکستان کے تین روزہ دورہ پر گزشتہ رات کراچی پہنچے۔ انہوں نے ہوائی اڈہ پر اخبار نویسوں کو بتایا کہ ۲ لاکھ ۵۰ ہزار ٹن امریکی گیہوں بہت جلد پاکستان پہنچ جائے گا۔ یہ گیہوں امریکہ سے روانہ کیا جا چکا ہے۔ انہوں نے مزید کہا پاکستان کی اقتصادی اور معاشی ترقی دنیا کے ترقی پذیر ملکوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔ خاص طور پر زرعی پیداوار بڑھانے میں پاکستان نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں وہ اس کے پنج سالہ منصوبوں کے خوش کن نتائج سے ظاہر ہیں۔ مسٹر فری مین کراچی میں آج صدر ایوب سے ملاقات کر رہے ہیں وہ صدر جانسن کی طرف سے خیر سگالی کا پیغام پہنچائیں گے بعد میں وہ کراچی سے راولپنڈی روانہ ہوں گے جہاں وہ پاکستان کے وزیر زراعت جناب شمس الضحیٰ سے ملاقات کریں گے۔

● سری نگر :۔ ۱۱ جولائی۔ مقبوضہ کشمیر کی کٹھ پتلی حکومت کے سابق وزیر اعظم بخشی غلام محمد نے شیخ محمد عبد اللہ کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے انہوں نے شیخ محمد عبد اللہ کو شیر کشمیر کے لقب سے یاد کرتے ہوئے کہا کہ شیر کشمیر کو جیل میں بند رکھنے سے ان کی اہمیت کم نہیں ہوئی۔ وہ اب بھی ایک اہم طاقت ہیں۔

● نئی دہلی ۱۱ جولائی ۔ ایک خبر رساں ایجنسی نے اطلاع دی ہے کہ بھارت کی کمیونسٹ پارٹی نے بنارس میں فیصلہ کیا کہ بھارتی روپیہ کی قیمت میں کمی کے فیصلہ کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے ایک لاکھ آدمی بنارس سے دہلی کی طرف مارچ کریں گے۔ کمیونسٹ پارٹی نے عام ہڑتال کرانے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ حکومت ہڑتال کے خطرہ کے پیش نظر سینکڑوں افراد کو گرفتار کر چکی ہے۔

● پیکنگ ۱۱ جولائی۔ شمالی ویٹ نام میں امریکی جارحیت کے خلاف کل پیکنگ میں زبردست مظاہرہ ہوا۔ جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ چینی وزیر اعظم مسٹر چو این لائی اور نائب وزیر اعظم و وزیر خارجہ مارشل چن ژی اور دوسرے ممتاز چینی لیڈروں نے مظاہرے کی قیادت کی۔ اس موقعہ پر چینی وزیر خارجہ نے اعلان کیا کہ موجودہ جنگ خواہ بیس سال تک جاری رہے ہم شمالی ویٹ نام کی حمایت جاری رکھیں گے اور آخری دم تک ویٹ نامی عوام کا ساتھ دیں گے

● واشنگٹن ۱۱ جولائی۔ امریکہ نے روس کا وہ احتجاج مسترد کر دیا ہے جس میں روس نے کہا تھا کہ ہائی پھونگ کی بندرگاہ پر بمباری نہ کی جائے۔ کیونکہ وہاں روسی جہاز موجود ہیں۔ اور امریکہ کی بمباری سے روسی جہازوں کے عملہ کی جانیں خطرہ میں پڑ گئی ہیں۔ روس نے امریکہ کو متنبہ کیا تھا کہ اس بمباری کے نتائج کی تمام ذمہ داری امریکہ پر ہو گی۔ امریکہ کے وزیر خارجہ نے روسی احتجاج مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس احتجاج کے باوجود ہائی پھونگ پر بمباری جاری رکھی جائے گی وہ مشرق بعید کے دو ہفتہ کے دورہ کے اختتام پر واشنگٹن میں اخباری نمائندوں سے بات چیت کر رہے تھے۔